

قرآن اور دیگر آسمانی کتابیں

<"xml encoding="UTF-8?">



آسمانی کتابوں کے نزول کا فلسفہ:

ہمارا عقیدہ ہے کہ اللہ نے عالم انسانیت کی ہدایت کے لئے بہت سی آسمانی کتابیں بھیجیں جیسے صحف ابراہیم، صحف نوح، توریت، انجیل اور ان میں سب سے جامع قرآن کریم ہے۔ اگر یہ کتابیں نازل نہ ہوتیں تو انسان اللہ کی معرفت اور عبادت میں بہت سے غلطیوں کا شکار ہو جاتا اور اصول تقویٰ، اخلاق و تربیت اور سماجی قانون جیسی چیزوں سے دور ہی رہتا۔

یہ آسمانی کتابیں دل کی سرزمین پر بارانِ رحمت کی طرح برسیں اور دل میں پڑے ہوئے اللہ کی معرفت، تقویٰ، اخلاق و علم و حکمت کے بیج کو نمو عطا کیا آمن الرسول بما انزل الیہ من ربہ والمؤمنون کل آمن باللہ وملائکتہ وکتبہ ورسلہ یعنی پیغمبر وپیر جو کچھ اللہ کی طرف سے نازل ہوا وہ اس پر ایمان لائے اور مومنین بھی اللہ، اس کے رسول، اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں پر ایمان لائے۔ افسوس ہے کہ زمانہ کے گزرنے کے ساتھ ساتھ اور جاہل و نااہل افراد کی دخالت کی بنا پر بہت سی آسمانی کتابیں تحریف کا شکار ہو گئیں اور ان میں بہت سی غلط فکری داخل کردی گئیں۔ لیکن قرآن کریم اس تحریف سے محفوظ رہتے ہوئے ہر زمانہ میں چمکتے ہوئے آفتاب کی طرح دلوں کو روشن کرتا رہا۔ قادم من اللہ نور و کتاب مبین یہدی بہ اللہ من اتباع رضوانہ سبل السلام یعنی اللہ کی طرف سے تمہارے پاس نور اور روشن کتاب آچکی ہے جس کے ذریعہ خدا اپنی خوشنودی کا اتباع کرنے والوں کو سلامتی کے راستوں کی ہدایت کرتا ہے۔

قرآن کریم پیغمبر اسلام کا سب سے بڑا معجزہ ہے:

ہمارا عقیدہ ہے کہ قرآن کریم پیغمبر اسلام کا سب سے بڑا معجزہ ہے اور یہ فقط فصاحت و بلاغت، شیرینی اور معنی کے رسا ہونے کے اعتبار سے ہی نہیں بلکہ دیگر پہلوؤں سے بھی معجزہ ہے۔ ان تمام پہلوؤں کی شرح عقائد و کلام کی کتابوں میں مفصل طریقہ سے بیان کردی گئی ہے۔

اسی وجہ سے ہمارا عقیدہ ہے کہ دنیا میں کوئی بھی قرآن کا جواب نہیں لاسکتا یہاں تک کہ لوگ اس کے ایک سورہ کے مثل سورہ نہیں لاسکتے۔ قرآن کریم نے ان لوگوں کو جو اس کے کلام خدا ہونے کے بارے میں شک و تردد میں مبتلا تھے کئی مرتبہ اپنے مقابلہ کی دعوت دی مگر وہ اس کے مقابلہ کی ہمت نہ کرسکے قل لئن اجتمعت الانس والجن علی یأتوا بمثل ہذا القرآن لا یأتون بمثلہ ولوکان بعضهم لبعض ظہیراً یعنی اے رسول کہہ دو کہ

اگر جن و انس مل کر اس بات پر متفق ہو جائیں کہ قرآن کے مانند کوئی کتاب لے آئیں تو بھی اس کے مثل نہیں لاسکتے، چاہے وہ اس کام میں ایک دوسرے کی مدد ہی کیوں نہ کریں وان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فأتوا بسورة من مثله وادعوا شهدائکم من دون الله ان کنتم صادقین یعنی اگر تمہیں اس کلام کے بارے میں کوئی شک ہے جس کو ہم نے اپنے بندے (رسول) پر نازل کیا ہے تو اس کے جیسا ایک ہی سورہ لے آؤ اور اللہ کے علاوہ تمہارے جتنے بھی مددگار ہیں سب کو بلا لو اگر تم سچے ہو۔

ہمارا عقیدہ ہے کہ جیسے جیسے زمانہ گزرتا جا رہا ہے ویسے ویسے قرآن کے اعجاز کے نکات پرانے ہونے کے بجائے اور زیادہ روشن ہوتے جا رہے ہیں اور قرآن کی عظمت تمام دنیا کے سامنے روشن و آشکار ہو رہی ہے۔

امام صادق علیہ السلام نے ایک حدیث میں فرمایا ہے کہ ”ان الله تبارک وتعالى لم يجعله لزمان دون زمان ولناس دون ناس فهو في كل زمان جديد وعند كل قوم غض الى يوم القيامة“ یعنی اللہ نے قرآن کریم کو کسی خاص زمانہ یا کسی خاص گروہ سے مخصوص نہیں کیا ہے اسی وجہ سے یہ ہر زمانہ میں نیا اور قیامت تک ہر قوم کے لئے تروتازہ رہے گا۔

قرآن میں تحریف نہیں ہوئی :

ہمارا عقیدہ ہے کہ آج جو قرآن کریم امت مسلمہ کے ہاتھوں میں ہے یہ وہی قرآن ہے جو پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوا تھا، نہ اس میں سے کچھ کم ہوا ہے اور نہ ہی اس میں کچھ اضافہ کیا گیا ہے۔ پہلے دن سے ہی کاتبان وحی کے ایک بڑے گروہ کا آیتوں کے نزول کے بعد ان کو لکھنا اور مسلمانوں کا ذمہ داری کے ساتھ رات دن ان کی تکرار کرنا اور اپنی پنجانہ نمازوں میں ان کی تلاوت کرنا، اصحاب کے ایک بڑے گروہ کا آیات قرآن کو حفظ کرنا، یہ سب باتیں اس بات کا سبب بنیں کہ قرآن کریم میں کوئی معمولی سی بھی تحریف واقع نہ ہو سکی، الحمد للہ حفاظان وقاریان قرآن کا اسلامی سماج میں ہمیشہ سے ہی ایک اہم مقام رہا ہے اور آج بھی ہے۔

اس کے علاوہ اللہ نے اس کی حفاظت کی خود ضمانت لی ہے۔ لہذا اللہ کی ضمانت کے بعد اس میں تحریف نہ ممکن ہے یعنی ہم نے ہی اس قرآن کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرتے ہیں۔

تمام علماء اسلام چاہے وہ سنی ہو یا شیعہ اس بات پر متفق ہیں کہ قرآن کریم میں کوئی تحریف نہیں ہوئی ہے۔ دونوں طرف کے صرف چند افراد ہی ایسے ہیں جنہوں نے قرآن کریم میں تحریف کے وجود کو روایتوں کے ذریعہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ لیکن دونوں گروہ کے جید علماء نے اس نظریہ کی تردید کی ہے اور تحریف سے متعلق روایات کو جعلی یا پھر تحریف معنوی سے منسوب مانا ہے۔ تحریف معنوی یعنی قرآن کریم کی آیات کی غلط تفسیر۔

وہ کوتاہ فکر افراد جو قرآن کریم کی تحریف کے سلسلہ میمصر ہیں اور شیعہ یا سنی مذہب کی طرف تحریف کی نسبت دیتے ہیں ان کا نظریہ دونوں مذہبوں کے مشہور و بزرگ علماء کے نظریوں کے خلاف ہے۔ یہ لوگ نادانی میں قرآن کریم پر وار کرتے ہیں اور نا روا تعصب کی بنا پر اس عظیم آسمانی کتاب کے اعتبار کو ہی زیر سوال لے آتے ہیں اور اپنے اس عمل کے ذریعہ دشمن کو تقویت پہنچاتے ہیں۔

قرآن کریم کی جمع آوری کی تاریخ کو پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ سے ہی مسلمانوں نے قرآن کریم کی کتابت، حفظ، تلاوت اور حفاظت کے فوق العادہ انتظامات کئے تھے۔ خاص طور پر پہلے دن سے ہی کاتبان وحی کا وجود ہمارے لئے اس بات کو روشن کر دیتا ہے کہ قرآن کریم

میں تحریف ناممکن ہے ۔

ہمارا عقیدہ ہے کہ اس مشہور قرآن کے علاوہ کسی دوسرے قرآن کا وجود نہیں ہے ۔ اس کی دلیل بہت ہی روشن ہے سب کے لئے تحقیق کا دروازہ کھلا ہوا ہے ، جس کا دل چاہے آکر تحقیق کرے آج ہمارے گھروں میں ، مسجدوں میں اور ہمارے عمومی کتاب خانوں میں قرآن کریم موجود ہے ۔ یہاں تک کہ قرآن کریم کے کئی کئی سو سال پرانے خطی نسخے بھی ہمارے عجائب گھروں میں موجود ہیں جو اس بات کی تصدیق کرتے ہیں کہ یہ وہی قرآن ہے جو آج تمام اسلامی ممالک میں رائج ہے ۔ اگر ماضی میں ان مسائل پر تحقیق ممکن نہ ہیتی تو آج تو سب کے لئے تحقیق کا دروازہ کھلا ہوا ہے ایک مختصر سی تحقیق کے بعد اس ناروا نسبت کا بے اساس ہونا ظاہر ہو جائے گا ۔

> فبشر عبادی الذین یستمعون القول فیتبعون احسنہ < یعنی میرے بندوں کو خوش خبری دو ، ان بندوں کو جو باتوں کو سن کر ان میں سے نیک باتوں کی پیروی کرتے ہیں ۔ آج کل ہمارے حوزات علمیہ میں علوم قرآن کی وسیع پیمانہ پر تدریس ہو رہی ہے اور ان دروس میں سب سے اہم بحث عدم تحریف قرآن کریم ہے ۔

قرآن اور انسان کی مادی و معنوی ضرورتیں:

وہ تمام چیزیں جن کی انسان کو اپنی مادی و معنوی زندگی میں ضرورت ہے ان کے اصول قرآن کریم میں بیان کردئیے گئے ہیں چاہے وہ حکومت چلانے کے قوانین ہوں یا سیاسی مسائل ، دوسری اقوام سے رابطہ کے معاملات ہوں یا باہم زندگی بسر کرنے کے اصول ، جنگ و صلح کے مسائل ہوں یا قضاوت اقتصاد کے اصول یا ان کے علاوہ اور کوئی معاملات تمام کے قواعد کلی کو اس طرح بیان کر دیا گیا ہے کہ ان پر عمل پیرا ہونے سے ہماری زندگی کی فضا روشن ہو جاتی ہے یعنی ہم نے اس کتاب کو آپ پر نازل کیا جو تمام چیزوں کو بیان کرنے والی ہے اور مسلمانوں کے لئے رحمت ، ہدایت اور بشارت ہے ۔

اسی بنا پر ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ ”اسلام“ ”حکومت و سیاست“ سے ہرگز جدا نہیں ہے ۔ بلکہ مسلمانوں کو فرمان دیتا ہے کہ زمام حکومت کو اپنے ہاتھوں میں سنبھالو اور اس کی مدد سے اسلام کی ارزشوں زندہ کرو اور اسلامی سماج کی اس طرح تربیت کرو کہ عام لوگ قسط و عدل کی راہ پر گامزن ہو جائیں ، یہاں تک کہ دوست و دشمن دونوں کے ساتھ عدالت سے کام لیں یعنی اے ایمان لانے والو عدل و انصاف کے ساتھ قیام کرو اور اللہ کے لئے گواہی دو چاہے وہ گواہی خود تمہارے یا تمہارے والدین کے یا تمہارے اقرباء کے ہی خلاف کیوں نہ ہو خبردار کسی گروہ کی دشمنی تم کو اس بات پر آمادہ نہ کر دے کہ تم انصاف کو ترک کردو ، انصاف کرو کہ یہی تقویٰ سے قریب تر ہے ۔

قرآن کریم کی تلاوت ، تدبیر اور عمل:

قرآن کریم کی تلاوت افضل ترین عبادتوں میں سے ایک ہے اور بہت کم عبادتیں ایسی ہیں جو اس کے پایہ کو پہنچتی ہیں ۔ کیونکہ یہ الہام بخش تلاوت قرآن کریم میں غور و فکر کا سبب بنتی ہے اور غور و فکر نیک اعمال کا سرچشمہ ہے ۔

قرآن کریم پیغمبر اسلام کو مخاطب قرار دیتے ہوئے فرماتا ہے کہ یعنی رات کو اٹھو مگر ذرا کم ، آدھی رات یا اس سے بھی کچھ کم یا کچھ زیادہ کردو اور قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر غور کے ساتھ پڑھو ۔

اور قرآن کریم تمام مسلمانوں کو خطاب کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ یعنی جس قدر ممکن ہو قرآن پڑھا کرو ۔

لیکن اسی طرح جس طرح اوپر کہا گیا ہے کہ قرآن کی تلاوت اس کے معنی میں غور و فکر کا سبب بنے اور یہ غور و فکر قرآن کریم کے احکام پر عمل پیرا ہونے کا سبب بنے کیا یہ لوگ قرآن میں تدبر نہیں کرتے یا ان کے دلوں پر تالے پڑے ہوئے ہیں یعنی اور ہم نے قرآن کو نصیحت کے لئے آسان کر دیا تو کیا کوئی نصیحت حاصل کرنے والا ہے یعنی ہم نے جو یہ کتاب نازل کی ہے بڑی برکت والی ہے لہذا اس کی پیروی کرو۔ لہذا جو لوگ صرف تلاوت و حفظ پر ہی قناعت کرتے ہیں اور قرآن پر ”تدبر“ و ”عمل“ نہیں کرتے اگرچہ وہ تین رکنوں میں سے ایک رکن کو تو انجام دیتے ہیں لیکن دو اہم رکنوں کو چھوڑ دیتے ہیں جس کے سبب انہیں بہت بڑا نقصان برداشت کرنا پڑتا ہے۔

انحرافی بحثیں :

ہمارا ماننا ہے کہ مسلمانوں کو قرآن کریم کی آیتوں پر عمل اور تدبر سے روکنے کے لئے ہمیشہ ہی سازشیں ہوتی رہی ہیں ان سازشوں کے تحت ہی بنی امیہ و بنی عباس کے دور حکومت میں اللہ کے کلام کے قدیم یا حادث ہونے کی بحثوں کو ہوا دے کر مسلمانوں کو دو گروہ میں تقسیم کیا گیا جس کے سبب بہت سی خونریزیاں ہوئیں۔ جب کہ آج ہم سب جانتے ہیں کہ ان بحثوں میں نزع اصلاً مناسب نہیں ہے کیونکہ اگر اللہ کے کلام سے حروف، نقوش، کتابت و کاغذ مراد ہے تو بیشک یہ سب چیزیں حادث ہیں اور اگر اس سے علم پروردگار مراد ہے تو ظاہر ہے کہ اس کی ذات کی طرح یہ بھی قدیم ہے۔ لیکن ستم گر حکام اور ظالم خلفاء نے مسلمانوں کو برسوں تک اس مسئلہ میں الجھائے رکھا اور آج بھی مسلمانوں کو قرآنی آیات پر تدبر و عمل سے روکنے کے لئے ایسی ہی سازشیں ہو رہی ہیں اور حصول مقصد کے لئے مختلف طریقے اپنائے جا رہے ہیں۔

قرآن کریم کی تفسیر کے ضوابط:

ہمارا ماننا ہے کہ جب تک آیت میں مجازی معنی کے لئے کوئی عقلی یا نقلی قرینہ موجود نہ ہو تو قرآن کریم کے الفاظ کو ان کے لغوی اور عرفی معنی میں ہی استعمال کرنا چاہئے (لیکن مشکوک قرینوں کا سہارا لینے سے بچنا چاہئے اور قرآن کریم کی آیات کی تفسیر حدس یا گمان کی بنا پر نہیں کرنی چاہئے۔ جیسے قرآن کریم فرماتا ہے کہ یعنی جو اس دنیا میں نابینا رہا وہ آخرت میں بھی نابینا ہی رہے گا۔ ہمیں یقین ہے کہ یہاں پر ”اعمی“ کے لغوی معنی نابینا مراد نہیں ہوسکتے اس لئے کہ بہت سے نیک لوگ ظاہراً نابینا تھے بلکہ یہاں پر باطنی کور دلی و نابینائی ہی مراد ہے۔ یہاں پر عقلی قرینہ کا وجود اس تفسیر کا سبب ہے۔ اسی طرح قرآن کریم اسلام دشمن ایک گروہ کے بارے میں فرما رہا ہے یعنی وہ بہرے، گونگے اور اندھے ہیں، اس وجہ سے کوئی بات نہیں سمجھ پاتے۔ یہ بات روز روشن کی طرح آشکار ہے کہ وہ ظاہری طور پر اندھے، بہرے اور گونگے نہیں تھے۔ بلکہ یہ ان کے باطنی صفات تھے (ہم یہ تفسیر قرینہ حالیہ کے موجود ہونے کی وجہ سے کرتے ہیں)

اسی بنا پر قرآن کریم کی وہ آیتیں جو اللہ تعالیٰ کے بارے میں فرماتی ہیں کہ یعنی اللہ کے دونوں ہاتھ کھلے ہوئے ہیں۔ یا یعنی اے نوح ہمارے آنکھوں کے سامنے کشتی بناؤ۔ ان آیات کا مفہوم یہ ہرگز نہیں ہے کہ اللہ کے آنکھ، کان اور ہاتھ پائے جاتے ہیں اور وہ مجسم ہے۔ کیونکہ ہر جسم میں اجزاء پائے جاتے ہیں اور اس کو زمان، مکان و جہت کی ضرورت ہوتی ہے اور آخر کار وہ فنا ہو جاتا ہے، اللہ اس سے برتر و بالا ہے کہ اس میں یہ صفات پائے جائیں۔ لہذا ”یداہ“ یعنی ہاتھوں سے مراد اللہ کی وہ قدرت کاملہ ہے جو پورے جہان میں نافذ ہے اور ”اعین“ یعنی آنکھوں

سے مراد اس کا علم ہے ہر چیز کی نسبت۔ اس بنا پر ہم اوپر بیان کی گئیں تعبیرات کو چاہے وہ اللہ کے صفات کے بارے میں ہو یا غیر صفات کے بارے میں عقلی یا نقلی قرینوں کے بغیر قبول نہیں کرتے۔ کیونکہ تمام دنیا کے سخنوروں کی روش انہیں دو قرینوں پر منحصر رہی ہے اور قرآن کریم نے بھی اس روش کو قبول کیا ہے یعنی ہم نے جن قوموں میں رسولوں کو بھیجا انہیں قوموں کی زبان عطا کر کے بھیجا۔ لیکن یہ بات یاد رہے کہ یہ قرینے روشن و یقینی ہونے چاہئے جیسا کہ اوپر بھی بیان کیا جا چکا ہے۔

تفسیر بالرای کے خطرات:

ہمارا عقیدہ ہے کہ قرآن کریم کے لئے سب سے خطرناک کام اپنی رائے کے مطابق تفسیر کرنا ہے۔ اسلامی روایات میں جہاں اس کام کو گناہ کبیرہ سے تعبیر کیا گیا ہے وہیں یہ کام اللہ کی بارگاہ سے دوری کا سبب بھی بنتا ہے۔ ایک حدیث میں بیان ہوا ہے کہ اللہ نے فرمایا ”ما آمن بی من فسر برائیہ کلامی“ یعنی جو میرے کلام کی تفسیر اپنی رائے کے مطابق کرتا ہے وہ مجھ پر ایمان نہیں لایا ہے۔ ظاہر ہے کہ اگر ایمان پختہ ہو تو انسان کلام خدا کو اسی حالت میں قبول کرے گا جس حالت میں ہے نہ یہ کہ اسے اپنی رائے کے مطابق ڈھالے گا۔ صحیح بخاری، ترمذی، نسائی اور سنن داؤد جیسی مشہور کتابوں میں بھی پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی یہ حدیث موجود ہے کہ ”من قال فی القرآن برائیہ او بما لایعلم فلیتبوء مقعده من النار“ یعنی جو قرآن کی تفسیر اپنی رائے سے کرے یا علم نہ ہوتے بھی قرآن کے بارے میں کچھ کہے تو وہ جہنم میں اپنے ٹھکانے کے لئے تیار رہے۔

تفسیر بالرای یعنی اپنے شخصی یا گروہی عقیدہ یا نظریہ کے مطابق قرآن کریم کے معنی کرنا اور اس عقیدہ کو قرآن کریم سے تطابق دینا جب کہ اس کے لئے کوئی قرینہ یا شاہد موجود نہ ہو۔ ایسے افراد درواقع قرآن کریم کے تابع نہیں ہیں بلکہ وہ قرآن کریم کو اپنا تابع بنانا چاہتے ہیں۔ اگر قرآن کریم پر مکمل طور پر ایمان ہو تو ہر گز ایسا نہ کریں۔ اگر قرآن کریم میں تفسیر بالرای کا باب کھل جائے تو یقین ہے کہ قرآن کریم کا اعتبار کلی طور پر ختم ہو جائے گا، جس کا بھی دل چاہے گا وہ اپنی پسند سے قرآن کریم کے معنی کرے گا اور اپنے باطل عقیدوں کو قرآن کریم سے تطبیق دے گا۔ اس بنا پر تفسیر بالرای یعنی علم لغت، ادبیات عرب و اہل زبان کے فہم کے خلاف قرآن کریم کی تفسیر کرنا اور اپنے باطل خیالات و گروہی یا شخصی خواہشات کو قرآن سے تطابق دینا، قرآن کریم کی معنوی تحریف کا سبب ہے۔

تفسیر بالرای کی بہت سی قسمیں ہیں ان میں سے ایک قسم یہ ہے کہ انسان کسی موضوع پر جیسے ”شفاعت“ ”توحید“ ”امامت“ وغیرہ کے لئے قرآن کریم سے صرف ان آیتوں کا انتخاب کرے جو اس کی فکر سے میل کھاتی ہوں اور ان آیتوں کو نظر انداز کر دے جو اس کی فکر سے ہماہنگ نہ ہوں جب کہ وہ دوسری آیات کی تفسیر بھی کرسکتی ہوں۔

خلاصہ یہ کہ جس طرح قرآن کریم کے الفاظ پر جمود، عقلی و نقلی قرینوں پر توجہ نہ دینا ایک طرح کا انحراف ہے اسی طرح تفسیر بالرای بھی انحراف کی ایک قسم کا ہے اور یہ دونوں قرآن کریم کی عظیم تعلیمات سے دوری کا سبب ہے۔ اس مسئلہ پر توجہ دینا نہایت ضروری ہے۔

سنت ، اللہ کی کتاب سے نکلی ہے:

ہمارا عقیدہ ہے کہ کوئی بھی یہ نہیں کہہ سکتا ہے کہ ” کفانا کتاب اللہ “ یعنی ہمیں اللہ کی کتاب کافی ہے اور حدیث و سنت نبوی (جو کہ قرآن کریم کی تفسیر و اس کے حقائق کو بیان کرنے، قرآن کریم کے نسخ و منسوخ، عام و خاص کو سمجھنے اور اصول و فروع میں اسلامی تعلیمات کو جاننے کا ذریعہ ہے) کی ضرورت نہیں ہے۔ ”اس عبارت کا مطلب یہ نہیں ہے کہ تاریخ میں ایسا کسی نے نہ کیا ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ کوئی بھی سنت کے بغیر تنہا کتاب کے ذریعہ اسلام کو سمجھنے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ (مترجم)

کیونکہ قرآن کریم کی آیات نے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کو چاہے وہ لفظی ہو یا عملی مسلمانوں کے لئے حجت قرار دیا ہے اور آپ کی سنت کو احکام کے استنباط و مفہوم اسلام کو سمجھنے کے لئے ایک اصلی منبع مانا ہے رسول جو تمہیں دے لے لو (یعنی جس چیز کا حکم دے اسے انجام دو) اور جس بات سے منع کرے اس سے پرہیز کرو۔

یعنی کسی بھی مومن مرد یا عورت کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ جب کسی امر میں اللہ یا اس کا رسول کوئی فیصلہ کر دے تو پھر وہ اس امر میں اپنے اختیار سے کام لے اور جو بھی اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے وہ کھلی ہوئی گمراہی میں ہے۔

جو سنت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پرواہ نہیں کرتے درحقیقت انہوں نے قرآن کریم کو نظر انداز کر دیا ہے۔ لیکن سنت کے لئے بھی ضروری ہے کہ وہ معتبر ذرائع سے ثابت ہو، ایسا نہیں ہے کہ جس نے بھی حضرت کی سیرت کے متعلق جو کچھ کہہ دیا سب قبول کر لیا جائے۔

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ: ”ولقد کذب علی رسول اللہ (ص) حتی قام خطیباً فقال ‘من کذب علی متعمداً فالیتبوء مقعده من النار‘ یعنی پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں بہت سے جھوٹی باتوں کو پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف نسبت دی گئی پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ جو عمداً کسی جھوٹی بات کو میری طرف منسوب کرے وہ جہنم میں اپنے ٹھکانے کے لئے آمادہ رہے۔

اس مفہوم سے ملتی جلتی ایک حدیث صحیح بخاری میں بھی موجود ہے۔

سنت ائمہ اہل بیت علیہم السلام:

ہمارا عقیدہ یہ بھی ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کے مطابق ائمہ اہل بیت علیہم السلام کی احادیث بھی واجب الطاعت ہے کیونکہ :

(الف) مشہور و معروف و متواتر حدیث جو کہ اہل سنت و شیعہ دونوں مذاہبوں کی اکثر کتابوں میں نقل کی گئی ہے اس میں بھی اس معنی کی تصریح ہے۔ صحیح ترمذی میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ حدیث موجود ہے کہ آپ نے فرمایا : ” یا ایہا الناس انی قد ترکت فیکم ما ان اخذتم بہ لن تضلوا کتاب اللہ وعترتی واہل بیتی“

(ب) ائمہ اہل بیت علیہم السلام نے اپنی تمام حدیثیں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کی ہیں اور فرمایا ہے کہ ہم جو کچھ بیان کر رہے ہیں یہ پیغمبر اسلام سے ہمارے باپ دادا کے ذریعہ ہم تک پہنچا ہے۔

ہاں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی حیات طیبہ میں ہی مسلمانوں کے مستقبل و ان کی مشکلات کو اچھی طرح محسوس کر لیا تھا لہذا امت کو ان کے حل کا طریقہ بتایا اور فرمایا کہ قیامت تک پیش آنے والی تمام مشکلات کا حل قرآن کریم و اہل بیت کی پیروی میں ہے۔

کیا اتنی اہم اور قوی السند حدیث کو نظر انداز کیا جاسکتا ہے؟ اسی لئے ہمارا عقیدہ ہے کہ اگر قرآن کریم و اہل بیت علیہم السلام کے مسئلہ پر توجہ دی جاتی تو آج مسلمان عقائد، تفسیر اور فقہ کی بعض مشکلوں میں گرفتار نہ ہوتے۔